علمی مضامین سلسلہ نمبر ۱۷

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔(اِدارہ)

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ ﴾

آج بڑی خوشی کا دن ہے کہ رسالہ ''حور'' کا سالگرہ نمبر ناظرات و ناظرینِ کرام کے سامنے آرہا ہے لیکن میرا حال عجیب ہے ! !

عید آمد و فزودہ غم را غمے دِگر
ماتم زدہ را عید بود ماتمے دِگر ۱

سالگرہ نمبر کے لیے مجھ سے بھی کسی اصلاحی مضمون کا مطالبہ ہے اصلاحی مضمون مجھ جیسا نا کارہ و مبتلائے فساد کیا لکھے گا۔

او خویشتن گم است کرا رہبری کند ۲

---

۱ عید آئی اور میرے غم کو دوسرے غم نے بڑھا دیا، ماتم زدہ کے لیے عید ایک دوسرا ماتم بن جاتی ہے۔
۲ وہ خود بھٹکا ہوا ہے کسی کی رہنمائی کیا کرے گا ؟

البتہ وطنِ مالوف کی یاد جو کہ وہاں کی خوش منظریاں اور بہاریں صبح وشام کو کسی طرح فراموش نہیں ہونے دیتی اس مضمون کے مطالبہ پر افزوں ہوگئی ۱۔ جی چاہا کہ اس عنوان کو چھوڑ کر کسی رنگین پیرایہ میں گفتگو کی جائے۔

اُڑا دیتا ہوں اب بھی تار تار ہست و بود اصغر
لباسِ زُہد و تمکین پر بھی عریانی نہیں جاتی

یہ جذبہ طبیعت کو ایامِ گزشتہ کی طرح معدوم کہانیوں کو دُہرانے پر آمادہ کرنے لگا سچ کہتے ہیں ''دیوانہ را ہوئے بس است'' ۲۔ لیکن چونکہ اس افسانہ نگاری کو ''اصلاح'' کے نام سے موسوم نہیں کیا جاسکتا اس لیے اس جزو کو نظرانداز کرنا پڑا آپ نے سنا ہوگا کہ حدیث شریف ہے حُبُّ الْوَطْنِ مِنَ الْاِیْمَانِ میری مزید خوش قسمتی ہے کہ میرا وطن صحیح معنوں میں جنت نشان ہے اگرچہ میں وہاں سے آدم علیہ السلام کی طرح دُور ہوں میرا وطن وہ خطۂ زمین ہے کہ جہاں چند مقاماتِ مقدسہ کو چھوڑ کر سب سے زیادہ نور کی بارش ہوتی ہے وہاں جنت الفردوس کی طرح فیض کے چشمے بہتے ہیں وہاں کا پانی سلسبیل اور تُراب مشک ہے۔ افسوس میں اپنی خلد وطن کی صرف رُوحانی طور پر سیر کرسکتا ہوں اور جسمانی طور پر اس کی شراب بےغول اور حورعین سے سینکڑوں میل ہوں۔ ۳

اے لیلیٰ وطن تو یقین جان
ایں قالبِ اُفتادہ گراز کوئے تو دُور است
فَالْقَلْبُ عَلٰی بَابِكَ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۴

خیال ہوا کہ اس مادرِ وطن کے سرمایہ دفین حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کا کچھ ذکرِ خیر برکت و ہدایت اور ایمان کی تازگی کے لیے کرلیا جائے تاکہ مقصد بھی حاصل ہوجائے اور میرے لیے بھی باعث سکون خاطر ہو۔

---

۱ حضرتؒ اپنے جذبات کا اظہار فرمارہے ہیں اس لیے کہ ہندوستان چھوڑ کر پاکستان آئے ہوئے ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے۔ محمود میاں غفرلہٗ ۲ دیوانے کے لیے ایک ''ہو'' ہی کافی ہے۔

۳ ارضِ دیوبند کی طرف اشارہ ہے جو حضرتؒ اور ہمارے اجداد کا وطنِ مالوف ہے۔ محمود میاں غفرلہٗ

۴ یہ دُور اُفتادہ جسم اگرچہ تیرے کوچہ سے دُور ہے لیکن دل وجان شب وروز تیرے در پر ہی ہوتے ہیں۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را[۱]

یہ تو اتفاقِ اُمت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درجہ کو بڑے سے بڑا ولی مجدد یا اِمام و امیر نہیں پہنچ سکتا البتہ جناب رسول اللہ ﷺ کے اس ارشادِ عالی کے مطابق خیر القرون کے بعد بھی ایسی ہستیاں پیدا ہوتی رہیں جو خداوندِ کریم کے قرب اور اُس کی رضا کے بلند ترین مقامات پر فائز رہیں ایسی ہی مقدس اور پرستار حق مستہلک فی اللہ[۲] ہستیوں میں سے ایک حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز بانی دارُالعلوم دیوبند کی ذاتِ گرامی ہے۔

آپ ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور تقریبًا ۴۹ سال کی عمر میں وفات پائی آپ کا اور حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہما کا سالِ وفات ایک ہے سالِ وفات کی تاریخ اس جملہ سے نکلتی ہے ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا دَائِمًا'' ! ! !

آپ کا مزار مبارک دیوبند میں دارُالعلوم کے قریب ہی ہے وہاں تقریبًا کوئی وقت نہیں جاتا کہ فاتحہ خوانی نہ ہوتی ہو اور اصحابِ باطن اکتسابِ فیوض نہ کرتے ہوں حتی کہ ششماہی امتحان کی ایک رات احقر اور مولانا اسلام الدین صاحب مردانی[۳] وہاں ایک بجے کے بعد اس نیت سے گئے کہ مزار کے قریب بیٹھ کر کتاب دیکھیں گے (کیونکہ وہاں مزار مبارک پر بہت سے ادق مسائل حل ہوجاتے ہیں) تو دیکھا کہ دو شخص ایک ہی سے سیاہ لباس میں پائنتی کی طرف بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کی پائنتی تھے اور دوسرے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ کی پائنتی ! ! ہمیں دیکھ کر وہ دونوں اُٹھے اور چلے گئے دونوں ڈھاٹہ بندھے ہوئے تھے لباس دونوں کا سیاہ تھا ہمیں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کون تھے ؟

آپ کی علمیت دنیا پر روشن ہے اس لیے علومِ ظاہریہ کو چھوڑ کر اگر علومِ باطنیہ اور رُوحانیت کا پہلو جو کہ عام طور پر لوگوں سے مخفی ہے سامنے لایا جائے تو شاید مناسب رہے۔

---

[۱] اگر سینے کے داغوں کو تازہ رکھنا چاہتے ہو تو اِس پرانے قصہ کو کبھی کبھی پڑھ لیا کرو [۲] فناء فی اللہ [۳] صوابی مردان والے

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں یہ حدیث تحریر فرماتے ہیں :

اِذَا کَانَ الْغَالِبُ عَلٰی عَبْدِیْ اَلْاِشْغَالُ بِیْ لَیْلًا وَّ نَہَارًا ظَھْرًا وَ بَطْنًا جَعَلْتُ ھَمَّہٗ وَ لَذَّتَہٗ فِیْ ذِکْرِیْ فَاِذَا جَعَلْتُ ھِمَّتَہٗ وَ لَذَّتَہٗ فِیْ ذِکْرِیْ عَشِقَنِیْ وَعَشِقْتُہٗ وَ رَفَعْتُ الْحِجَابَ فِیْمَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ . (مکتوب پنجاہ وھشتم)

''جب میرے بندے پر میری ذات میں مشغولیت دن و رات ظاہراً و باطناً غالب ہوتی ہے تو میں اس کی توجہ اور اس کی لذت اپنے ذکر میں (ودیعت) کر دیتا ہوں اور جب اپنی یاد میں اس کی (ساری) توجہ اور لذت بنا دیتا ہوں تو وہ میرا عاشق ہو جاتا ہے اور میں اُس کا (اور پھر) اپنے اور اُس کے درمیان سے پردہ اُٹھا دیتا ہوں''

واقعی کثرتِ ذکر سے یہی بات حاصل ہوتی ہے یہ بہت بڑی دولت ہے لیکن دولت بے محنت نہیں ملتی !

یقین می داں کہ آں شاہِ نکو نام
بدست سربریدہ می دہد جام [1]

حضرتؒ کی ریاضت :

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی دامت برکاتہم ومعالیہم نے اثناءِ درس میں ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کے کچھ مریدین نے حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں شکایت لکھی کہ حضرت مولانا نانوتوی ہماری طرف التفات اور توجہ نہیں فرماتے، حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت نانوتویؒ کو تحریر فرمایا کہ ایسا نہ کیا کریں، حضرت نانوتویؒ کو مریدین کی بے وجہ شکایت قدرے ناگوار ہوئی، آپ نے ان مریدین کو جمع فرما کر سمجھایا اور ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شکایت کرتے ہو کہ ہماری طرف توجہ نہیں کی جاتی اور خود کچھ کرنا نہیں چاہتے ہماری حالت یہ تھی کہ جب ریاضت کیا کرتے تھے تو جاڑوں کے موسم میں کرتہ پسینہ سے اس قدر تر ہو جاتا تھا کہ اُسے نچوڑتے تھے۔

---

[1] یقین کرو کہ وہ نیک نام بادشاہ سرکٹوں کے ہاتھ ہی میں جام تھماتے ہیں۔

سانپ کی بے خودی :

حضرت سیّدی وسندی دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ اور اثنائے درس میں حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت نانوتوی حضرت مرشد کی خانقاہ میں تھانہ بھون تشریف لے گئے رات کو اُٹھے اور ذکر میں مشغول ہوگئے ذکر'' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ '' بالجہر فرمارہے تھے ایک خادم کی آنکھ کھلی تو انہوں نے محسوس کیا کہ حضرت جب'' اِلَّا اللّٰہ '' کہتے ہیں تو کوئی اور آواز بھی ہوتی ہے، یہ محسوس کر کے بغور سنا تو بہت صاف معلوم ہوا کہ کسی دوسری چیز کی آواز بھی ہے انہوں نے اپنے دوسرے ساتھی کو اُٹھایا دونوں نے جب یہ چیز اچھی طرح محسوس کی تو چراغ جلا کر اندر گئے دیکھا کہ ایک سانپ حضرت کے سامنے ہے حضرت ذکر میں مشغول ہیں استغراق کی کیفیت ہے اور جب'' لَآ اِلٰہَ '' کہتے ہیں تو سانپ اپنا پھن اُٹھاتا ہے اور جب'' اِلَّا اللّٰہُ '' کہتے ہیں تو پھنکار کے ساتھ سر زمین پر مارتا ہے چنانچہ ان دونوں حضرات نے اسے پکڑ کر مار ڈالا اور حضرت کو نہ چراغ جلنے کی خبر ہوئی اور نہ سانپ کے جھومنے کی اور نہ ہی اس کے مرنے کی ! ! !

ذکر کا اثر، لوگ مدہوش :

دیوبند کے اطراف ونواح میں کہیں حضرت تشریف لے گئے وہاں مریدین نے درخواست کی کہ حضرت توجہ فرمائیں اور کوئی مجلس خاص اس کام کے لیے منعقد فرمائیں ! حضرتؒ نے بہت انکار کیا لیکن بعض مخلصین کی فرمائش پر مجبور ہوگئے، ایک صاحب ایسے بھی تھے کہ جنہیں اس قسم کی چیزوں کا اعتقاد ویقین نہ تھا وہ بھی بایں نیت شریکِ حلقہ ہوئے کہ میں تماشا دیکھوں گا اور خود متاثر یا منفعل نہ ہوں گا اور چونکہ پہلوان تھے اس لیے اپنی جسمانی طاقت پر بھی گھمنڈ تھا، حضرتؒ نے اپنی زبانِ مبارک سے لفظ'' اللّٰہ '' نکالا اور پھر'' اللّٰہُ اللّٰہ '' کا پُر کیف آواز سے ذکر فرماتے رہے اس سے سامعین کو وجد کی کیفیت ہوئی اور سب ہنسنے لگے ! ! پھر حضرتؒ نے توقف فرما کر ازسرِ نو دوسرے طریقہ سے ضرب لگانی شروع کی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سب رونے لگے ! ! ! اس تماشہ کو پہلوان صاحب

جن کا نام غالبًا حضرتؒ نے احمد حسن بتلایا تھا دیکھتے رہے اور خود متاثر نہ ہوئے ، وہ کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے تڑپنا شروع کیا لیکن میں اپنے تاثر کو ضبط کیے بیٹھا رہا، حضرتؒ اپنے ذکر میں مستغرق تھے اور لوگ تڑپ رہے تھے کہ یک لخت میں مدہوش ہوکر اُچھلا اور پھر پتہ نہیں کہ کیا ہوا ! ؟

اس تماشہ کو دیکھنے کے لیے جو لوگ جمع ہو گئے تھے وہ کہتے ہیں کہ اس شخص کا سر چھت سے لگا اور یہی سب سے زیادہ تڑپا (ممکن ہے کہ چھت نیچی ہو) یہ واقعہ حضرتؒ نے خاص طور پر وثوق کے ساتھ بیان فرمایا۔

مبارک خواب اور تعبیر :

حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کے خلاف مفسدہ پرداز[۱] جمع ہو گئے تو اُس زمانہ میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت ﷺ تشریف لاتے ہیں اور اپنی رِداء[۲] مبارک میں مجھے ڈھانپ کر کبھی اندر لاتے ہیں اور کبھی باہر لے جاتے ہیں ! سوتے اور جاگتے اکثر یہی منظر آنکھوں کے سامنے رہتا ہے کہ حضور رِداء مبارک میں لیے رہتے ہیں اور الگ کرنا نہیں چاہتے ! سب حضرات نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ ان مفسدوں کی مفسدہ پردازی اور شر سے تحفظ مقصود ہے لیکن حضرت (مولانا رشید احمد صاحب) گنگوہیؒ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ مولانا کی عمر ختم ہو چکی ہے اور حضور کو یہ دکھلانا منظور ہے کہ جب لوگ اپنے ہو کر ایسے مفسد ہو گئے کہ خدا کے ایسے مقدس بندوں پر اِلزام لگانے سے نہیں شرماتے تو ہم بھی ایسی ہستی کو اب ایسے لوگوں میں نہیں رکھنا چاہتے کہ یہ لوگ اس قابل نہیں ہیں چنانچہ حضرتؒ زیادہ عرصہ حیات نہیں رہے اور قریب ہی زمانے میں وفات ہو گئی۔

ان واقعات سے آپ کو حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ کی ذاتِ گرامی سے صحیح تعارف حاصل ہوا ہوگا، یہ بھی اندازہ ہوا ہوگا کہ کسی دین سے ناواقف فرقہ کا اِن پر فتوی کفر عائد کرنا کہاں تک صحیح ہے ؟ اور کون دونوں میں سے اس فتوی کے اَدبار کا حامل ہے ! ! !

اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ اَمْثَالِ ھٰذِہِ الْوَسَاوِسِ وَالضَّلَالَاتِ آمین

---

[۱] فسادی لوگ [۲] چادر، کملی

حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز نے دارُالعلوم دیوبند کی بنیاد ڈالی اس بنیاد کو متزلزل کرنے کی بارہا ناکام کوششیں کی گئیں لیکن بحمد اللہ تزلزل تو کیا ہوتا کوئی وہاں غیر مناسب جماعت بھی عروج پذیر نہ ہوسکی، وہاں سے ہمیشہ مجاہد فطرت انسان نکلتے رہے جو کہ اسلام کی حمایت میں سینہ سپر ہوکر راہِ خدا میں اپنی جانیں نثار کرتے رہے اور ہمیشہ دشمنانِ خدا اور دشمنانِ اسلام کے لیے سیفِ قاطع بنے رہے ! یہ سب کچھ کس لیے ہوا ؟ محض اس لیے کہ بنانے والے ہاتھ خدا کے مقبول بندے کے ہاتھ تھے

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نیمرد ۱

اس میں بھی شک نہیں کہ وہاں سے ہم جیسے بدنام کنندگانِ اسلاف رُوسیاہ، سیاہ کار بھی نکلے جو اِس پاک نام کی طرف انتساب کی اہلیت نہیں رکھتے۔ حقیقتاً ان کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن محض اس لیے کہ شاید یہی نسبت باعثِ نجات بن جائے اسے نہیں چھوڑا جا سکتا کسی نے بہت خوب کہا ہے ۔

می پزیراند بداں را بطفیل نیکاں
رشتہ واپس ندہد ہر کہ گوہر میگیرد ۲

جس طرح خداوندِ کریم نے حضرتؒ کو کمالاتِ باطنی اور حسنِ خلق کا جامع بنایا تھا اسی طرح حسنِ خلق اور دیگر علومِ ظاہری سے بھی آپ کو مزین فرمایا تھا۔

حضرتؒ کی نثر وفورِ علم ۳ کی وجہ سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز کی نثر سے بہت مشابہ ہے البتہ نظم ایسی ہے کہ ہم جیسے بھی اسے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں، یہاں بطورِ نمونہ چند اشعار نقل کرتے ہیں اور پھر اسی پر مضمون کو ختم کرتے ہیں یہ اشعار رسالہ ''دارُالعلوم'' سے لیے گئے ہیں:

---

۱ اگر زمانہ سراسر ہوا بن جائے نیک بختوں کا چراغ پھر بھی گل نہیں ہوتا۔
۲ وہ نیکوں کے طفیل بروں کو بھی قبول کرلیتے ہیں، جو موتی کو پکڑتا ہے وہ لڑی کو واپس نہیں کرتا۔
۳ علم کی کثرت

جما کر تیری صورت رُوبرو ہم
کیا کرتے ہیں پہروں گفتگو ہم
کیا کرتے ہیں کہنا نامہ برباد
رُخِ گلفام و زلفِ مشک بو ہم
گر یونہی کٹی یہ زندگانی
تو لے جائیں گے کیا کیا آرزو ہم
نگاہِ لطف کے ہیں زخم دل میں
کریں اب چارہ گر کیونکر رفو ہم
پڑا رہنے دے اے شوقِ دل آرام
ابھی بیٹھے ہیں پھر کر چار سو ہم
بس اتنا تنگ مت کر وحشتِ دل
لیے بیٹھے ہیں اپنی آبرو ہم
نہ جاناں ہے نہ جاں ہے اور نہ دل ہے
کریں کس کس کی یارب جستجو ہم
نہیں ساقی تو ہمدم ! چھوڑ دیں گے
کسی پتھر پہ ساغر اور سبو ہم
پے تشہیر و مشتِ خاک قاسم
اُڑائیں گے کہیں بھی کو بکو ہم

(۲)

ہمارا غم غلط ہو یا نہ ہو ہمدم سے پر تم کو
تغافل کے لیے ہم سے بہانہ چاہیے کوئی

یہ مانا قاسم آزاد و وحشی ہے مگر سینے
وحوشِ دشت و صحرا کو بھی خانہ چاہیے کوئی

(۳)

وہ پیار کی باتوں میں خفا ہو گیا یا رب
تھی ہم کو تو اُمیدِ کرم اور بھی زیادہ
اے چارہ گرِ عشق نہ کر وصل کی تدبیر
کھو دیں گے مجھے لطفِ صنم اور بھی زیادہ
کچھ ناز کا دعوی ہے اگر اپنا سمجھ کر
تو ہاں تمہیں اپنی ہی قسم اور بھی زیادہ
کیا کر کے رہے دیکھئے قاسم یہ محبت
زندہ رہے ہم گر کوئی دم اور بھی زیادہ

(۴)

قتلِ عاشق اِک پرانی بات ہے
ہاں ستمگر کچھ نئی ایجاد ہو
آرزوئیں ہوگئیں سینے میں خاک
دل لگا کر خاک کوئی شاد ہو
اپنی مشتِ خاک اور یہ آرزو !
کوچۂ دلدار میں برباد ہو
بے نیازی کا مزہ جانے وہی
جس کے سینے میں دلِ ناشاد ہو
قاسمِ دیوانہ میں دیکھی یہ بات
کشتۂ غم ہو کے غم میں شاد ہو

(۵)

نہ ہو دل کو تسکین نہ کچھ آس ٹوٹے
ذرا آپ کی خوش بیانی تو دیکھو

(۶)

رقیب مَہر کے قابل عدو وفا کے لیے
بنے تھے ہم ہی فقط آپ کی جفا کے لیے
کھڑے کھڑے گہ و بیگاہ کا تیرا آنا
بلائے تازہ ہے اِک جانِ مبتلا کے لیے
تفقد اس کا تمہیں اپنے آپ لازم ہے
زباں ہل نہ سکے جس کی التجا کے لیے
جفائیں کیجئے پر تم کو زیب دیتا ہے
جفا بھی ہوئے تو قاسم سے باوفا کے لیے

﴿ فارسی کے چند اشعار ﴾

(۱)

جان یا جاناں بگو خوانم ترا جانِ جاں
اصطلاحِ شوق بسیار ست و من دیوانہ ام[۱]
آتشِ عشق تو اُفتاد ست در جان و تنم
سوختی یکسر فدایت جان من کاشانہ ام[۲]

---

[۱] جان کہو یا جاناں کہو میں تو تمہیں جانِ جاں کہوں گا، شوق کی اصطلاح تو بہت ہے مگر میں تو دیوانہ ہوں۔

[۲] میرے جان وتن میں تیرے عشق کی آگ لگی ہوئی ہے، اے جانِ من میں تیرے قربان جاؤں تو نے تو یکسر میرا گھر ہی جلا دیا۔

از منِ خستہ چہ می پُرسی کہ قاسم کیستی
گر گُلے ، من بلبلم ، ورشمع من پروانہ ام [۱]

(۲)

از جنوں دست در گریبان است
خارِ صحرا بشوقِ داماں ست [۲]
گردشِ بخت و دورۂ گردوں
فتنہ کاکُل پریشاں ست [۳]
جاں بلب آمد و اجل برسر
واں مسیحا بکار و گراں ست [۴]
نیم جاں کرد و رفت و باز ندید
باز زاں شوخ چشم درباں ست [۵]
شکوۂ رفتنش چرا اے دل
رفتن از تن چو کار ہر جاں ست [۶]

---

۱ مجھ جیسے خستہ حال سے تو کیا پوچھتا ہے کہ قاسم تو کون ہے ؟ اگر تو پھول ہے تو میں بلبل ہوں اور اگر تو شمع ہے تو میں پروانہ ہوں۔

۲ جنون کی وجہ سے ہاتھ گریبان پر ہے، صحرا کے کانٹے دامن کے شوق میں مبتلا ہیں۔

۳ نصیب کی گردش اور آسمان کا پھرنا بکھری ہوئی زُلف کی طرح فتنہ ہے۔

۴ جان لبوں تک آگئی اور موت سر پر اور وہ مسیحا مصروف اور پریشان ہے۔

۵ اُس نے مجھے نیم جان کر دیا اور چلا گیا مڑ کر بھی نہ دیکھا، اِس شوخ چشم سے دربان بھی گھبراتا ہے۔

۶ اے دل اُس کے چلے جانے کا کیا شکوہ، جسم کو چھوڑ دینا ہر رُوح کا کام ہے۔

کشتہ ناز را شکایت نیست
آں پری وش چرا پشیمان ست [1]
قاسم از کوچہ اش چہ کار ترا
مسکنِ وحشیاں بیابان ست [2]

حامد میاں غفرلہٗ
مدرسہ احیاء العلوم لاہور
(بحوالہ: خواتین کا ماہنامہ حور لاہور ''سالگرہ نمبر'' ج ۱۴ شمارہ ۱ تا ۳ جنوری فروری مارچ ۱۹۵۳ء)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

---

[1] اداؤں کے مقتول کو تو کوئی شکایت نہیں ہوتی وہ پری جیسا (محبوب) کیوں پشیماں ہے۔
[2] قاسم ! تجھے اُس کی گلی میں کیا کام، وحشیوں کا مسکن تو بیابان ہے۔